

محترم جناب مفتی مفتیان جامعہ فاروقیہ صاحب

السلام علیکم! کیا فرماتے ہیں۔ مفتیان کرام

۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶

تاریخ واپسی ۱۴۴/۲۳۳۳

تاریخ روانگی ۲۰ جولائی ۲۰۲۲ء

سوال

مفتی صاحب۔ خرید ایک موبائل خریدنا چاہتا ہے جس کی قیمت

۴۰۰۰ روپے ہے لیکن فی الحال خرید کے پاس ۵۰۰ روپے ہیں بکریں خرید سے کہا کہ باقی ۳۵۰۰ روپے خرید سے دوں گا لیکن فی ۳۰۰ روپے پر میں آپ سے ۳۰۰ روپے لوں گا۔

اس میں تین صورتیں ہیں۔

صورت نمبر ۱۔ خرید کو وکیل بنا کر پیسے دیدے۔

صورت نمبر ۲۔ براہ راست دکاندار کو پیسے دیدے۔

صورت نمبر ۳۔ خرید سے ۵۰۰ روپے لیکر خود دکاندار سے موبائل

لیکر خرید کے حوالہ کر دے۔

مفتی صاحب۔ شریعت کی نکتوں سے خرید بکر کا یہ معاملہ

درست ہے یا نہیں؟

واضح رہے کہ خرید بکر کیساتھ اس معاملے پر راہنی ہے۔

تحفتی جواب دیکر مشکور فرمائیں۔

تنقیح۔ یہ معاملہ بطور قرض کے نہیں بلکہ بطور تجارت ہے،

تو اب



مفتی: حافظ دلاور (کوہاٹی) تبصرہ شریعتی حقائق ای میل dilawerkhan.afridi@gmail.com 0334-8251826

واپسی پتہ: ذیشان بک سیلر خیبر مارکیٹ ڈاکخانہ بلی ٹنگ ضلع کوہاٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
الجواب حامد وامصلیا

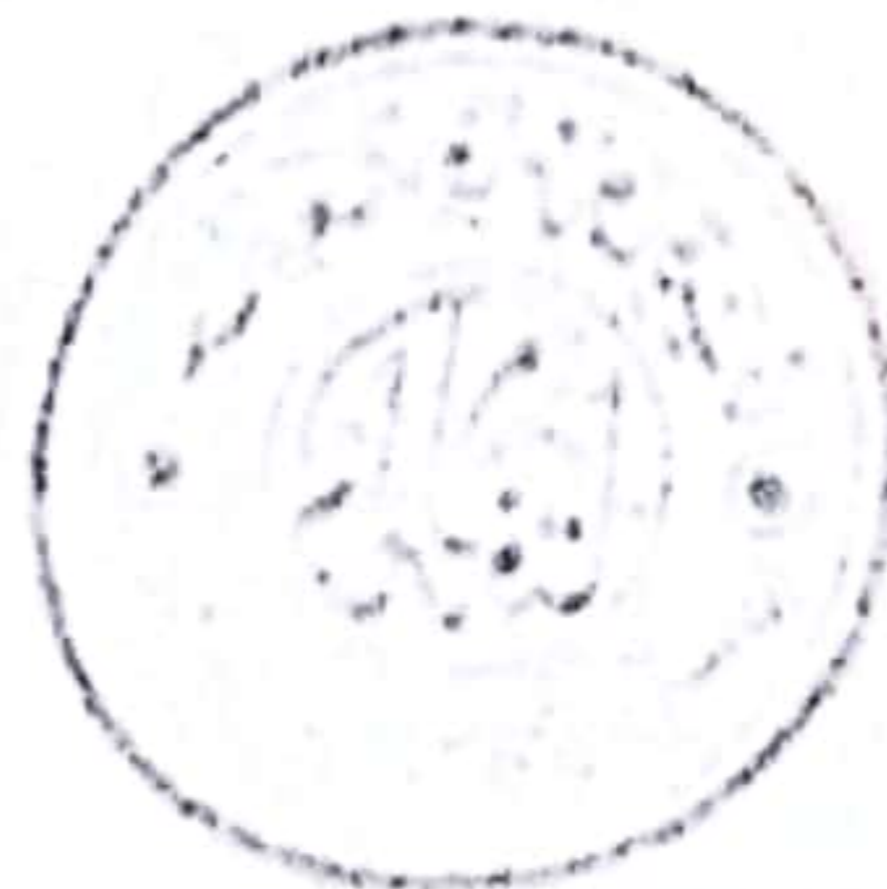
صورتِ مسئلہ میں مذکورہ معاملہ قرض کا ہے، اس میں قرض دیکر اس پر نفع لیا جا رہا ہے، جو کہ صراحتاً سود ہے اور اس کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے، لہذا یہ معاملہ کرنا جائز نہیں ہے، آپ نے جو تین صورتیں ذکر کی ہیں وہ تینوں صورتیں جائز نہیں، البتہ اس کی متبادل صورت یہ ہو سکتی ہے کہ زید اور بکر پیسے ملا کر شرکت کا عقد کریں، خریدنے کے بعد پھر بکر اپنا حصہ نفع رکھ کر زید پر نقد یا ادھار فروخت کرے۔  
لما فی رد المحتار:

"قوله: (کل قرض جر نفعا حرام) أي: إذا کان مشروطا کما علم مما نقله عن البحر. وعن الخلاصة وفي الذخيرة: وإن لم یکن النفع مشروطا فی القرض، فعلى قول الکرخي: لا بأس به، ویأتی تمامه.  
(کتاب البیوع: فصل: فی القرض، مطلب: کل قرض جر نفعا حرام، 7/413، ط: دار المعرفة).  
وفي التاتارخانية:

"قال محمد فی کتاب الصرف: إن أبا حنیفة کان یکره کل قرض جر منفعة، قال الکرخي: هذا إذا كانت المنفعة مشروطة فی العقد بأن أقرض غلة لیرده علیه صحاحا أو ما أشبه ذلك، وإن لم تكن المنفعة مشروطة فی العقد، فأعطاه المستقرض أجود مما علیه فلا بأس به".  
(کتاب البیوع: الفصل الرابع والعشرون: فی القروض، 9/388، ط: مکتبة فاروقية).

وفي بدائع الصنائع:

"وأما الذي یرجع إلى نفس القرض، فهو أن لا یكون فیہ جر منفعة، فإن کان لم یجز، نحو ما إذا أقرضه دراهم غلة علی أن یرد علیه صحاحا، أو أقرضه وشرط شرطاً له فیہ منفعة؛ لما روي عن رسول الله صلی الله علیه وسلم أنه نهى عن قرض جر نفعا؛ ولأن الزيادة المشروطة تشبه الربا؛ لأنها فضل لا یقابله عوض، والتحرز عن حقيقة الربا وعن شبهة الربا واجب. هذا إذا كانت



الزيادة مشروطة في القرض، فأما إذا كانت غير مشروطة فيه، ولكن المستقرض أعطاه أجودهما فلا بأس بذلك؛ لأن الربا اسم لزيادة مشروطة في العقد".  
(كتاب القرض: فصل في الشروط، 10/ 597، 598، ط: رشيدية).

وفي التنوير مع الدر:

"( و ) كره ( إقراض ) أي إعطاء ( بقال ) كخباز وغيره ( دراهم ) أوبرا لخوف هلكه لو بقي بيده يشترط ( ليأخذ ) متفرقا ( منه ) بذلك ( ما شاء ) ولو لم يشترط حالة العقد لكن يعلم أنه يدفع لذلك . شربلالية، لأنه قرض جر نفعاً وهو بقاء ماله فلو أودعه لم يكره لأنه لو هلك لا يضمن وكذا لو شرط ذلك قبل الإقراض ثم أقرضه يكره اتفاقاً . قهستاني و شربلالية ".  
(كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، 9/ 649، 650، ط: رشيدية)

وفي البحر:

"قال الشارح ومن وضع عند بقال درهما يأخذ منه ما شاء كره له ذلك لأنه إذا ملكه الدرهم فقد أقرضه إياه وقد شرط أن يأخذ منه من القبول وغيرها ما شاء وله في ذلك بقاء الدرهم وكفايته للحاجات".  
(كتاب الكرامة، فصل في البيع، 7/ 373، ط: رشيدية).

وفي التنوير مع الدر:

"وفي الشربلالية : ولو لم يكن للموكل صناعة معروفة فالوكالة باطلة ( وهو إقامة الغير مقام نفسه ) ترفها أو عجزا ( في تصرف جائز معلوم ، فلو جهل ثبت الأدنى وهو الحفظ ممن يملكه ) أي: التصرف نظرا إلى أصل التصرف".

(كتاب الوكالة: 8/ 276، ط: رشيدية). فقط.

والله تعالى أعلم بالصواب

كتبه: محمد حسن غفر له

المتخصص في الفقه الإسلامي

بالجامعة الفاروقية كراتشي

1444/03/14 هـ 2022/10/11 م



الإصحاح  
الشرح  
١٥ / ٣ / ١٤٤٤ هـ  
محمد حسن غفر له  
١٥ / ٣ / ١٤٤٤ هـ